مولانا محمد صدیق صاحب
(سرگودھا)

۲
دو

عورتوں کی شہادت کی کیفیت

واجب الاحترام علامہ احسان الٰہی ظہیر الموقر،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،!

ماہ نامہ ترجمان الحدیث لاہور ماہِ اگست ۸۳ء زیرِ مطالعہ ہے۔ اس میں میرا مضمون "عورت کی شہادت کا مسئلہ" اس کو مستقل حیثیت نہیں دی گئی ورنہ محررین کی مجلس میں راقم الحروف کا ذکر بھی ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر مضمون اکرام اللہ ساجد کے تعاقب کا شکار بنانے کے لیے مرقوم کیا گیا۔ عورتوں کی شہادت کے مسئلہ میں میرا یہ قطعاً موقف نہیں کہ مسئلہ مال میں دو مرد گواہ نہ ہوں۔ تو ایک عورت کی شہادت کافی ہے بلکہ دو عورتوں کی شہادت بیں جب تک ان کے ساتھ مرد نہ ہو تو ایک عورت کی شہادت بھی اور دو عورتوں کی شہادت بھی نامقبول ہے۔ یہ انھوں نے غلط تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ میرا نظریہ ہے کہ ایک عورت کی شہادت کافی ہے۔ آپ میرا پورا مضمون توجہ سے پڑھئے اس میں اس کا نشان تک نہیں ملے گا۔ بلکہ مَیں نے ہر دو عورتوں کا منصب بیان کیا ہے کہ شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہوگی اور دُوسری مذکرہ جیسا کہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ "ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاخرىٰ" یعنی شاہدہ کے بھولنے پر مذکرہ اس کو یاد کرائے گی اس کی الگ شہادت نہیں ہوگی بلکہ وہ تذکار کا فریضہ سرانجام دے گی۔ شاہدہ نے جتنی شہادت دی ہے بقایا شہادت جو مذکرہ نے یاد کرایا ہے دونوں کی اس طرح کی شہادت مرد کی شہادت جیسی شہادت ہوگی۔ اس نظریہ کی تائید میں ہم نے تفسیر المراغی کی عبارت پیش کی ہے جو آیت شہادت کا خلاصہ ہے۔ استاذ المراغی نے ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی شہادت کیوں ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

حتی اذا ترکت احدٰھما شیئاً من الشھادۃ کان نسیہ اوضل عنھا فذکرھا الاخریٰ وتم شہادتہا وعلی القاضی ان یسأل احدٰھما بحضور الاخریٰ ویعتد بجزء الشہادۃ من احدٰھا وبباقیہا من الاخریٰ وکثیر من القضاۃ لا یعلمون بھذا جھلاً منھم بما ینبغی فی نحو ھذا۔ (جلد ۳ ص۶۲)

"یعنی جب کوئی عورت شہادت کے وقت شہادت کا کچھ حصّہ چھوڑ دے گویا کہ بھول گئی یا شہادت کا کچھ حصّہ رہ گیا ہے تو دوسری عورت اس کو یاد کرائے گی، اور اس کی شہادت پوری ہو جائے گی۔ قاضی پر فرض ہے کہ ایک عورت سے سوال دوسری کی موجودگی میں کرے۔ شاہدہ جتنا حصّہ شہادت کا بیان کر دے اس پر اعتماد کیا جائے، باقی شہادت کا حصّہ دوسری عورت سے اخذ کرے۔ بہت سے قاضی شہادت کے اس طریقہ کو نہیں جانتے اپنی جہالت کی وجہ سے"

اکرام اللہ ساجد نے اس کا جواب جو تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:

"تکمیلِ شہادت اور عورت کی مستقل شہادت میں کوئی منافات نہیں"

(محدث۔ جلد ۱۳۔ عدد ۹)

انصاف کیجیے، کہ علامہ المراغی نے شہادت کی جو صورت بیان کی ہے اُس کا اس کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ "سوال گندم جواب چنا" کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔ عوام کو دھوکا میں رکھنے کی کوشش فرمائی ہے کہ اپنی کی ہوئی غلطی پر پردہ پا سکیں۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ تکمیلِ شہادت اور مستقل شہادت میں توافق کی نسبت ہے یا کوئی دوسری۔

عورتوں کی شہادت کی صورت میں ہمارا موقف وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت شاہدہ ہوگی دوسری مذکرہ، شاہدہ کے بھولنے پر مذکرہ اس کو یاد کرائے گی، اسی طرح دونوں مل کر شہادت کو پورا کریں گی۔ مذکرہ کی مستقل الگ شہادت نہیں ہوگی۔ جب مذکرہ نے شہادت کا جو علم اس کے پاس تھا اس نے ادا کر دیا تو پھر مذکرہ کی مستقل الگ گواہی کا لینا بیکار ہے اس لیے مذکرہ کی شہادت مستقل الگ لینے کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔ اس موقف کی تائید میں امام شافعیؒ کی والدہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

امام شافعیؒ کی والدہ:- فتح الباری میں ہے کہ کسی مال کے فیصلے کے لیے قاضی حکم نے دو

عورتوں کو بطور گواہ طلب کیا۔ ان میں سے ایک عورت امام شافعیؒ کی والدہ تھی۔ قاضی کا ارادہ ہوا کہ ہر دو عورتوں سے الگ الگ شہادت لی جاتی۔ امام شافعیؒ کی والدہ نے فرمایا کہ تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ قول کافی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاخریٰ۔ یعنی ایک عورت کے بھولنے پر دوسری اس کو یاد کرائے گی یعنی ایک عورت شاہدہ ہوگی دوسری مذکرہ۔ قاضی کو خاموش ہونا پڑا۔

عورتوں کی گواہی میں اکرام اللہ ساجد کا موقف:

فشھادۃ امراتین تعدل شھادۃ رجل "پس دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے"

اس حدیث سے انھوں نے استدلال کیا ہے کہ ہر عورت کی شہادت الگ الگ ہوگی دونوں مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوگی۔ پھر ایک جگہ لکھا ہے:

"لہٰذا قرآن مجید کی نظر میں عورت کا کسی بات کو بھول جانا ظاہر و باہر ہے اور اسی بنا پر شہادت کے لیے اس کے ساتھ دوسری عورت کا ہونا ضروری ہونا قرار دیا گیا ہے جس سے ایک تو دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر واضح ہونے کی دلیل ہے"

خط کشیدہ عبارت مدیر معاون کے موقف کی وضاحت کرتی ہے کہ ہر عورت کی شہادت اپنی ہو گی، دونوں کی شہادت مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔

اپنے اس موقف کے ثبوت میں صحیح بخاری کی ایک حدیث بیان کی ہے:

قال الیس شھادۃ المرأۃ مثل نصف شھادۃ الرجل۔	"یعنی کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف جیسی نہیں"

یعنی دو عورتیں اپنی اپنی شہادت دیں گی پھر دونوں کی شہادت مل کر ایک مرد کی شہادت کے مثل ہوگی۔ (محدث جلد ۱۳)

نیز حوالہ مذکور میں فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی گواہی کو ایک مرد کی نصف گواہی کے مثل قرار دیا ہے تو صحیح یہ ہے کہ یہ دو نصف شہادتیں (وامرأتان) مل کر ہی ایک شہادت "رجل" کے قائم مقام ہوں گی"۔ یہ عبارت بھی بتاتی ہے کہ ہر دو کی شہادت

الگ الگ ہوگی۔ پھر دونوں جمع ہوکر ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام ہوں گی۔
(محدث جلد ۱۲ عدد ۶)

ایک جگہ فرماتے ہیں:
"الغرض آپ نے دیکھا کہ مرد کے برابر مقام دینے کی ناکام کوشش میں عورت اپنے مقام سے بھی گر گئی یوں کہ اس کی شہادت اکیلے شہادت ہی نہ رہی بلکہ دونوں مل کر شہادت کو مکمل کریں گی الخ" (جلد ۱۲۔ ۹ محدث)

اس عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ دونوں عورتیں الگ الگ شہادت دیں گی۔ ہم نے ان کا یہ موقف ان کے قلم سے لکھا ہوا تحریر کیا ہے کہ ان کا موقف یہ ہے کہ "ہر دو عورتیں الگ الگ شہادت دیں گی" اس کے جواب میں عوام کے ذہن کو بدلنے کے لیے ہاتھ پاؤں تو بہت مارے ہیں مگر واشگاف الفاظ میں اس کی تردید نہیں کر سکے۔ (محدث ۱۳/۱)

ایک جگہ تو کھل کر بیان فرماتے ہیں
"بلکہ ہر ایک کی گواہی مستقل شہادت شمار ہوگی خواہ کیفیت کے اعتبار سے دونوں مذکرہ ہیں" (محدث ۱۳۔ عدد ۹)

اب مدیر معاون اپنے اس موقف سے مفر و نہیں ہو سکتے کہ دونوں عورتیں اپنی اپنی (الگ الگ) شہادت دیں گی، پھر ان کی شہادت جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوگی۔ یہی وہ نظریہ ہے کہ تفاسیر نے شہادت کی اس صورت کو مردود قرار دیا ہے۔

امام ابن کثیرؒ:
اپنی تفسیر میں ان تضل احدٰهما فتذکر احدٰهما الاخرٰی کو ایک شاہدہ بناتے ہیں دوسری کو مذکرہ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"مَنْ قَالَ إِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا كَشَاهِدٍ ذَكَرٍ فَقَدْ أَبْعَدَ"
"جس شخص نے کہا کہ بیشک اس کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر اس کو مذکر جیسی شہادت بنائے گی۔ اس کی یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے"

تفسیر فتح القدیر:
علامہ شوکانی فرماتے ہیں:
فقال سفیان بن عیینة معنی قوله فتذکر احدٰهما الاخرٰی

تصيرها ذكرا يعني ان مجموع شهادة المرأتين مثل شهادة الرجل الواحد وروى نحوه عن ابي عمرو بن العلاء ولاشك ان هذا باطل لا يدل عليه الشرع ولا لغة ولا عقل

(جلد ا صـ۲۷۲)

"یعنی فتذکر احدھما الاخرٰی آیت کا مفہوم سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ایک دوسری کو مذکر بنا دے گی یعنی دو عورتوں کی شہادت کا مجموعہ ایک آدمی کی شہادت کے مثل کر دے گی اور یہی معنی ابو عمرو بن العلاء سے مروی ہے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ معنی یقیناً باطل ہے نہ اس پر شرع دلالت کرتی ہے اور نہ لغت اور نہ عقل"

تفسیر خازن:

اس میں ہے:

حكي عن سفيان بن عيينة انه قال هو من الذكر اي تجعل احدهما الاخرى ذكرا والمعنى ان شهادتهما تصير كشهادة ذكر والقول الاول اصح لانه معطوف على تضل وهو نسيان۔

"یعنی سفیان بن عیینہ سے بیان کیا جاتا ہے انھوں نے کہا ہے فتذکر کا مادہ ذکر فتح ذال کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے کہ ایک دوسری کو ذکر بنا دے گی یعنی دونوں کی شہادت مل کر مذکر کی شہادت جیسی ہو جائیں گی۔ پہلا قول تذکار والا صحیح ہے، اس لیے کہ اس کا عطف تضل پر ہے اور وہ نسیان ہے"

خازن نے آیت شہادت کی جو تفسیر کی ہے وہ دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ دونوں عورتوں کی شہادت مل کر اس کو مذکر جیسی شہادت بنا دیں گی وہ صحیح نہیں۔ صحیح ہے کہ فتذکر کا عطف تضل پر ہے اس کا معنی نسیان ہے۔ آیتِ شہادت کا یہ معنی ہے کہ ہدہ کے بھولنے پر مذکرہ اس کو یاد دلائے گی۔

اکرام اللہ ساجد نے بھی آیت شہادت کا وہی معنی بیان کیا ہے، جس معنی کو تفاسیر نے رد ہے۔ صاحبِ موصوف نے بصورتِ سوال چند اعتراض بھی کئے ہیں۔ ان میں سے اہم حسبِ ا ہیں:-

(۱) پس یہ کہنا کہ گواہی تو ایک ہی عورت دے گی، دوسری صرف بھول جانے پر یاد دلائے گی، از رُوئے قرآن سراسر باطل و بیکار ہے اور عقل و نقل سے بعید بھی۔ (محدث ص۱۲)

ہم اس کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتے۔ قرآن مجید سے اس کا جواب نقل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشہداء ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخریٰ۔ یعنی مال کے معاملہ میں دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کافی ہیں۔ ان گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو۔ دو عورتیں اس لیے کہ ایک ان کی بھول جائے (جو شاہدہ ہے) دوسری اُس کو یاد دلا دے (جو مذکرہ ہے)۔"

معاون مدیر کا یہ کہنا کہ گواہی ایک عورت دے گی، دوسری بھول جانے پر یاد دلائے گی، از روئے قرآن سراسر باطل و بیکار ہے اور عقل و نقل سے بعید بھی۔ قارئین غور فرمائیں کہ اس کے اس قول کی زد براہِ راست قرآنِ مجید اور اللہ تعالیٰ پر نہیں پڑتی؟ آیتِ شہادت میں اللہ تعالیٰ ایک عورت کو شاہدہ قرار دیتا ہے اور دوسری مذکرہ۔ ایسا شخص اہلحدیث تو کجا مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔

(۲) ہماری بحث شہادت کی کیفیت سے نہیں اور نہ وہ موضوع بحث ہے۔

اگر شہادت کی کیفیت موضوع بحث نہیں تو پھر آپ نے اپنے مضمون میں زیادہ تر اندازِ شہادت پر غلط سلط بحث کیوں کی؟ جہاں تک نصابِ شہادت کا مسئلہ ہے اس کو واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیفیتِ شہادت کی بابت جو آپ نے موقف بیان کیا ہے وہ سراسر قرآنِ مجید کے خلاف ہے۔ ائمہ تفاسیر نے اس معنی کی قطعًا حمایت نہیں کی بلکہ اس کی تردید کی ہے۔

(۳) ہم نے لکھا ہے کہ مشاہدہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کرنے کا نام شہادت ہے مدیرِ معاون نے اس پر اعتراض کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ تعریف غلط ہے۔ شہادت کی نئی تعریف گھڑی ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی شہادت دیتے ہیں جو مشاہدہ سے نہیں وحی سے ہے۔ گویا ان کے نزدیک کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمۂ شہادت نہیں۔ (محدث ۱۰، رمضان المبارک)

جواب: جب اس اعتراض کو جانچتے ہیں تو معترض علم وعقل سے کورا دکھائی دیتا ہے اس کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ شہادت کی یہ تعریف ہم نے از خود نہیں گھڑی بلکہ کتاب الاخیار فی حل غایۃ الاختصار سے اخذکی ہے۔ اس میں شہادت کی تعریف کرتے شارحؒ نے لکھا ہے:

"الشہادۃ الاخبار بما شوھد والاصل فیہا الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ قال اللہ تعالیٰ اشہدوا اذا تبایعتم ...... والأیات والاخبار فیہا کثیرۃ۔ (ص۲۵۵)

"کہ مشاہدہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کا نام شہادت ہے اس کا اصل کتاب و سنّت اور اجماع امّت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تم آپس میں لین دین کرو تو گواہ بناؤ۔ اور آیات واخبار اس بارہ میں بیشمار مروی ہے۔"

عالم کی تحریر پر تو اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص کتابوں کو دیکھتا اور پڑھتا نہیں اس کی بات کو بھی وہی اہمیّت حاصل ہے جو ایک بے علم اور بے عقل کی بات کا درجہ ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اشیاء دو طرح کی ہیں جو مرئی ہیں جیسے دنیا کے معاملات۔ دوسری وہ اشیاء ہیں جو غیر مرئی ہیں۔ جو مرئی اشیاء ہیں ان کا علم مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ اور جو اشیاء غیر مرئی ہیں ان کا علم وحی سے ہوتا ہے اس کا اقرار کرنا بھی شہادت ہے۔ زیرِ بحث مسئلہ مرئی ہے۔ اگر معترض کے دل میں روحانیت ہوتی تو یہ کہنے کی جسارت نہ کرتا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ جو مشاہدہ سے نہیں وحی سے ہے۔ اس سے تو وہ اعرابی بدرجہا بہتر ہے جس نے زمین و آسمان ایسے نشانات کی طرف اشارہ کرکے توحید کی شہادت دی تھی۔

ففی کل شیٔ لہ اٰیۃ تدل علی انہ واحد

آیت شہادت اور احادیث رسول:

مدیرِ معاون نے ہر دو عورتوں کی الگ الگ شہادت ثابت کرنے کے لیے دو احادیث بیان کی ہیں۔ ایک حدیث مسلم کی ہے جو پہلے مضمون کا عنوان بھی ہے۔ الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"شہادۃ المرأتین تعدل شہادۃ رجل"

دوسری حدیث بخاری کی ہے:

"الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل"

ہر دو احادیث کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر انھوں نے اپنے موقف کے ثبوت میں

غلط استدلال کیا ہے۔ نووی شرح مسلم میں عبداللہ مازری اور مصنف مرعات شرح مشکوٰۃ میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ آیت شہادت سے جو مفہوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہے اس کے پیش نظر آپ نے بیان فرمایا ہے۔ گویا کہ ان ہر دو احادیث کا اصل اور ماخذ آیت شہادت ہے جس میں وضاحت ہے کہ شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہوگی اور دوسری مذکرہ۔ ان ہر دو احادیث کا مفہوم وہی ہوگا جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ اور دوسری مذکرہ ہوگی۔ مذکرہ ساتھ نہ ہو یا ان کے ساتھ مرد نہ ہو تو ان کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔ مذکرہ کے وجود کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے۔ شاہدہ کے بھولنے پر مذکرہ بھولی ہوئی شہادت کو یاد دلائے گی۔ مذکرہ کی مستقل شہادت الگ نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ مذکرہ کے پاس شہادت کا جو علم تھا وہ تو بذریعہ تذکار شاہدہ کو بتا دیا ہے۔ اب اس کے پاس شہادت کا تو علم باقی نہیں اس کی شہادت الگ لینے کا فائدہ کیا ہے۔ البتہ دونوں مل کر ایک بذریعہ شہادت اور دوسری بذریعہ تذکار اس شہادت کو پورا کریں گی۔ یہی معنی ہے ان تضل احدھما فتذکر احداھما الاخریٰ۔

والسلام

محمد صدیق